فون نمبر ۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۶ نبوت ۱۳۴۳ ہش ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ ۶ نومبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۵۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۶ نومبر ۱۹۶۴ء بوقت ۹½ بجے صبح

کل حضور کو ضعف کی شکایت رہی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

اخبار احمدیہ

— ۰ امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم درج ذیل تاریخوں میں مقررہ نصاب کے مطابق منعقد ہوگا۔ انصار صاحبان نصاب کی تفصیل اور مقررہ تاریخیں نوٹ فرمالیں اور امتحان میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں۔

تاریخ امتحان ۱۲/۱۱/۶۴ بروز جمعہ ربوہ کے لئے اور ۱۲-۱۳/۱۲/۶۴ بروز اتوار بیرونجات کے لئے

نصاب معیار اول۔

(ا) آخری پارہ کا ربع دوم (ترجمہ)

(ب) ربع دوم کی پہلی تین سورتیں التطفیف ۔ الانشقاق ۔ البروج (حفظ)

(ج) حضرت فضل عمر کے پانچ کارنامے (کوئی سے)

معیار دوم۔

(ا) قرآن مجید ناظرہ جتنا ہو سکے۔

(ب) معیار اول کی تین سورتوں میں سے ایک (زبانی)

(ج) حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے کوئی سے پانچ کارنامے (زبانی)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

— ۰ سکول ورکشاپ کے لئے ایک ورکشاپ انسٹرکٹر اور ایک اسسٹنٹ انسٹرکٹر کی جلد ضرورت ہے۔ ورکشاپ میں لکڑی لوہے اور بجلی کا کام سکھلانا ہوگا۔ سند یافتہ اصحاب فوراً درخواستیں بھجوا دیں۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

— ۰ "فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دستو کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن میں داخل ہونا چاہیئے۔"

(ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

(افسر خزانہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان کو اپنے اعمال پر نازاں نہیں ہونا چاہیئے اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں

جب دنیا کی ملونی ساتھ ہو تو نیک اعمال پر ثمرات عمدہ مرتب نہیں ہوتے

"انسان کو اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ نیکی کے ضائع کرنے کے واسطے ریاکاری ہے۔ دیکھو چندہ ہوتا ہے اگر فخر کے ساتھ دیا جائے تو سب خیرات ضائع ہو جائے گی۔ وہ خدا کے لئے ہرگز نہ سمجھی جائے گی۔ اس موقعہ پر مجھے ایک مثال یاد آئی ہے۔ ایک بزرگ نے بڑے مجمع میں بیان کیا کہ ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ ایک شخص نے اٹھ کر آگے رکھ دیا۔ اس بات پر جب اس کی بہت تعریف ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا چند منٹ کے بعد آ کر کہا کہ حضرت مجھ سے بڑی غلطی ہوئی وہ روپیہ میری ماں کا تھا اور وہ واپس طلب کرتی ہے۔ مجمع نے اسے بڑی لعن طعن کی کہ یہ بہانہ بناتا ہے بناوٹ کرتا ہے۔ دیکھ پچھتایا اور یہ حیلہ گھڑ لیا۔ جب پہر رات گزر چکی تو وہی شخص بزرگ کے گھر پہنچا اور پھر وہ روپیہ پیش کیا اور کہا کہ یہ روپیہ میں نے تعریفیں سننے کے لئے نہیں دیا تھا۔ آپ کو قسم ہے خدا کی جو کسی کو بتلائیں۔ بزرگ یہ سنکر رو پڑے۔ واقعی جس میں ریاکاری ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پاک و مصفا شیریں کھانے میں کتا منہ ڈال دے۔ سب سے بڑی آفت یہی ریاکاری ہے۔ جب دنیا کی ملونی ساتھ ہوتی ہے تو نیک اعمال پر ثمرات عمدہ مرتب نہیں ہوتے۔ انسان مشکل تو ہے نہیں۔ پس جب انسان کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو وہ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خیرات ہمیشہ مخفیہ ہی دینی چاہیئے کیونکہ قرآن مجید میں دونوں طور پر جواز آیا ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ نفس کی ملونی نہ ہو۔ بعض وقت علانیہ دینے میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس سے ریس پڑتی ہے۔ اس نیت سے علانیہ دینا بہت ثواب کا کام ہے بلکہ جو اس کے پیچھے دیں ان سب کا ثواب اس کو بھی ملے گا۔" (البلاغ المبین)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ نومبر ۶۲ء

تحریک جدید — نیا جوش اور نئے عزائم

اس بات کے متعلق کسی سچے احمدی کے دل میں یہ شبہ قطعاً نہیں رہنا چاہیئے کہ وہ دنیا میں جنگ و جدل کو مٹا کر یہاں صلح و سلامتی کا جنتی دور لانے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اس دَور کو لانے کے لئے صرف احمدی ہی اللہ تعالےٰ کے حکم سے آج کھڑے ہوئے بلکہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک جتنے انبیاءؑ صلحاء اور نیک انسان اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھڑے ہوئے ہیں یہی مقصد لے کر کھڑے ہوتے رہے ہیں اور اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اپنا اپنا کام کرتے چلے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب دنیا اپنی ذہنیت کے لحاظ سے کمال کو پہنچ گئی تو اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیینؐ بنا کر مبعوث فرمایا۔

آپؐ صرف اس وجہ سے خاتم النبیین نہیں ٹھہرائے گئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو کامل دین دے کر مبعوث فرمایا ہے بلکہ رہتی دنیا تک اس دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے جو الٰہی ذرائع ضروری ہیں وہ بھی مہیا فرمائے ہیں۔ سب سے اوّل یہ کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے وقت اور دَور اور اپنی اپنی قوم کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قیامت تک کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے قرآن کریم کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے حکم پر اپنا مثالی عمل پیش کر کے آنے والی انسانی نسلوں کیلئے راہ ہموار کر دی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان اعمال صحیحہ اور مثالیہ کی حفاظت کے لئے بھی سامان بہم پہنچائے ہیں۔ اوّل سنّت کا تواتر۔ دوم اللہ تعالےٰ نے سنت کو احادیث کی صورت میں مقیّد کرنے کے لئے محدثین پیدا فرمائے اس سے بھی بڑھ کر آپ کے بے نظیر اسوۂ حسنہ کو تازہ بتازہ رکھنے کے لئے مجددین کا سلسلہ قائم کیا جو نہ صرف اسلام کو از سرِ نو معنوی لحاظ سے اپنے اپنے وقت میں زندہ کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے بلکہ جو عملی لحاظ سے بھی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کردار کو اللہ تعالےٰ کی راہنمائی میں دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ملّتِ اسلامیہ میں ایسی ہستیاں بوقتِ ضرورت مبعوث ہوتی رہی ہیں۔ یہ انہی کے وجود کی برکت ہے کہ نہ صرف قرآنِ کریم کا حرف حرف اپنی اصلی صورت میں قائم رہا ہے بلکہ قرآنی احکام کی معنوی اور عملی توجیہہ بھی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق خس و خاشاک سے پاک ہو کر ہم تک چلی آئی ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا چلا جائے گا۔

یہ تمام سلسلہ اللہ تعالےٰ نے دنیا میں وہ دن لانے کے لئے قائم کیا جس کو ہم جنت کا زمانہ کہہ سکتے ہیں۔ یہی زمانہ ہے جس کو دنیا میں لانے کے لئے ہر قوم میں اور ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے ہیں اور اب مکمل دین اور مکمل اسوۂ حسنہ آنے کے بعد یہ سلسلہ مجددین کی صورت میں تبدیل ہو گیا ہے جس کو ہم سلسلہ مجددین کہتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں سے جن کو اسلام میں واضح ترین صورت میں پیش کیا گیا ہے یہ بتایا گیا ہے کہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ اس وقت ہو گی جب دجال اپنی تمام قوتیں لے کر میدان میں نکل آئے گا اور اللہ تعالےٰ اس کے مقابلہ کے لئے اپنے مہدی اور مسیح کو مبعوث فرمائے گا۔ یہ زمانہ ایسا ہو گا جس میں دنیا کی تمام مادی طاقتیں دجال کے پنجۂ اقتدار میں آ جائیں گی اور اللہ تعالےٰ ان کی بے بسی ثابت کرنے کے لئے صرف ایک کمزور انسان کو کھڑا کرے گا جس کی مددگار صرف روح القدس ہو گی۔ اس کو وہی ہتھیار دئے جائیں گے جو تمام انبیاء علیہم السلام کو دئے جاتے رہے ہیں اور جن کو قرآن مجید میں ایمان بالغیب قیام الصلوٰۃ اور انفاق مما رزقنا ھم کہا گیا ہے یعنی انابت الی اللہ اور خدمتِ خلق۔ دوسرے لفظوں میں اس عظیم الشان الٰہی جرنیل کے پاس جو ہتھیار ہوں گے وہ صرف دعا اور "خدمتِ خلق" پر مشتمل ہوں گے۔

یہی وہ دو ہتھیار ہیں جو آج جماعتِ احمدیہ لے کر میدانِ کارزار میں نکلی ہے۔ کیونکہ یہی دو ہتھیار ہیں جو شروع سے لے کر آج تک اللہ تعالےٰ شیطان کے خلاف استعمال کرتا رہا ہے اور دنیا کو دکھلاتا رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے الگ ہو کر خواہ تم دنیا کی تمام مادی قوتیں اپنے قابو میں کر لو۔ اللہ تعالےٰ کی طاقت کے سامنے وہ پرِکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ الامام المہدی دعا سے دجال کا مقابلہ کرے گا اور مسیح موعود جو اس کو نمک کی طرح گلا دے گا اس کے یہی معنی ہیں کہ تمام مادی قوتیں دعا کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گی اور خدمتِ خلق کی مہم آخر کار ان قوتوں پر فتح پائے گی اور آہستہ آہستہ دنیا امن و امان کا گہوارہ بنتی چلی جائے گی۔

یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ تاریخِ انسانی اس کی شاہد عادل ہے کہ اللہ تعالےٰ زور آور حملوں سے ہر عہد میں اپنی خدائی منواتا چلا آیا ہے۔ اور گزشتہ دو عالمگیر جنگیں ان حملوں کی ایک صورت ہے۔ ان دو عالمگیر جنگوں نے ہی انسانی ذہنیت کو اب صلح و امن کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ یہ ان دعاؤں کی ہی تاثیر ہے جو امام الزمان اور اس کی جماعت گڑگڑا گڑگڑا کر کرتی رہی ہے لیکن یہ فتح اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک "خدمتِ خلق" کی مہم بھی اس کے ساتھ ساتھ اپنے عروج کو نہ پہنچ جائے جس کی ابتدائی صورت تبلیغ و اشاعتِ دین ہی ہو سکتی ہے۔ اس مہم کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں سے رکھی گئی ہے یا یوں کہیئے کہ اس کا بیج آپ نے اللہ تعالےٰ کی راہنمائی سے کھیت میں چاروں طرف بکھیر دیا ہے۔ اور آپ کے بعد قدرتِ ثانیہ اس کی آبیاری کر رہی ہے۔ اور اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خداداد برکات سے اس مہم کی مختلف شاخیں متعین ہو گئی ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ وہ بیج ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زمین کو ہموار کر کے بویا ہے اور آسمانی پانی سے اس کو سیراب کیا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس کی نگرانی فرمائی اور اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مختلف طریقوں سے ان نونہالوں کی پرورش فرما رہے ہیں جو اس بیج سے نمودار ہوئے ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بویا اور جس کی پوری پوری نگرانی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمائی تھی چنانچہ آپ نے ہی الٰہی اشارہ سے تحریک جدید کی نہریں کھدوائی ہیں جن کی شاخیں اب بفضلِ خدا دنیا کے تمام کناروں تک پہنچ گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تحریک جدید کے پنج ہزاری سپاہی ہیں جو دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں نکلے ہیں۔ اور جس طرح ہر سال نئی بہار آتی ہے اسی طرح ہر سال تحریکِ جدید کے سالوں کا آغاز نئے جوش اور نئے عزائم کے ساتھ خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنے ہاتھ سے فرماتے ہیں چنانچہ کل کے الفضل میں آپ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام پڑھ چکے ہیں۔

ہمارے عزائم کوئی بودے عزائم نہیں ہیں اور ہمارا جوش کوئی ہنڈیا کا ابال نہیں ہے۔ یہ نہایت پائیدار اور جاودانی عزائم ہیں اور یہ جوش مستقل ہے کیونکہ خود اللہ تعالےٰ نے ہم کو اس زمانہ میں یضع الحرب کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے کھڑا کیا ہے۔ جس طرح ہمارا کام ہے کہ اپنی دعاؤں سے فضائے آسمانی کو بھر دیں اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ خدمتِ خلق یعنی تمام دنیا میں اشاعتِ اسلام کی مہم کو کمال تک پہنچا دیں تا یہ درخت اپنی پوری جوانی کو پہنچ جائے اور دنیا اسکے پھولوں اور پھلوں سے زندگی اور توانائی حاصل کرے۔ ہمارا کام انجمن اقوام متحدہ سے وسیع بہت وسیع ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ع

مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی

"آخر میں بھی دجال کے مارنے کے واسطے دعا ہی رکھی ہے۔ گویا اوّل بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے۔ حالت موجودہ بھی یہی چاہتی ہے۔ تمام اسلامی طاقتیں کمزور ہیں اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کر سکتی ہیں۔ اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے اسلحہ کی ضرورت بھی نہیں۔ آسمانی حربہ کی ضرورت ہے۔" (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نور اللہ مرقدہ

رقم فرمودہ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ ہالینڈ

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح پر مشتمل کتاب "حیات بشیر" (مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب) کے لئے بطور پیش لفظ جو مضمون رقم فرمایا۔ وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس کی ذرہ نوازی نے اس عاجز کے لئے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی مشفقانہ رفاقت نصف صدی سے زیادہ عرصہ کے لئے میسر فرمادی اور اس تمام عرصہ میں یہ عاجز متواتر اس پاک اور روحانی چشمۂ فیض سے متمتع ہوتا رہا اور اس بے نفس اور ہمہ تن متواضع ہستی کی طرف سے پیہم موردِ الطاف و عنایات رہا۔ کبھی ایسا موقعہ پیدا نہ ہوا کہ خاکسار بھی اس مجسم مشفق رفیق کی حقیر سے حقیر خدمت کی سعادت حاصل کرتا۔ یہ محرومی اس عاجز کے لئے تاسف کا موجب ہے لیکن ساتھ ہی اس عالی جناب کے لطف بے پایاں پر شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں الید العلیا سے نوازا تھا۔ اور خاکسار کا مشاہدہ اور تجربہ ستر سال کے سن سے لے کر ستر سال کی انتہا تک یہی رہا۔ کہ وہ ہاتھ ہر حالت میں بلند و بالا ہی رہا۔ کبھی فضل الٰہی نے اسے نیچا نہ ہونے دیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

یہ تمام کیفیت کچھ خاکسار کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھی۔ ان گنت احباب اس کے مورد و شاہد ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خویش و درویش اپنا اور پرایا جو بھی اس چشمے تک آیا بے سیراب ہوئے نہ لوٹا۔ اگر کبھی کمی رہی تو ظرفِ سائل میں نہ فیضِ ساقی میں۔

الٰہ العالمین جیسے تو نے اپنے اس بندے کو دل عطا فرمایا تھا۔ جو تواضع اور شفقت اور تیرے مسکین اور عاجز بندوں کی دلجوئی۔ غمگساری اور حاجت روائی میں کسی حد کا روادار نہ تھا۔ ویسے ہی اب تو اسے جیسے اس کی التجا تھی بغیر حساب اپنے الطاف و رحم کا مورد بنا۔ آمین یا ارحم الراحمین

حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی بن شعور سے لے کر دم واپسیں تک ہمارے لئے ایک نیک نمونہ اور مشعل راہ رہی۔ جب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹریکولیشن کی سند حاصل کرنے کے بعد آپ گورنمنٹ کالج میں تعلیم جاری رکھنے کے لئے تشریف لائے تو خاکسار بھی گورنمنٹ کالج میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ان ایام میں بعض ہندوؤں سے سلسلے کی مخالفت اور جماعت کے ساتھ عناد شدت کا رنگ لئے ہوئے تھے۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کا نیک کردار آپ کا حسن سلوک اعلیٰ اخلاق اور وقار وہ درجہ رکھتے تھے کہ نہ صرف طلباء بلکہ اساتذہ بھی آپ کے ساتھ تلطف کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور آپ کا احترام کرتے تھے۔ پروفیسروں میں سے مسٹر جی اے دادن تو خاص طور پر آپ کے مداح تھے۔ کالج کے زمانے میں صاحبزادہ صاحب نہ صرف جماعت میں حاضری کی پابندی کرتے تھے۔ اور مطالعہ میں توجہ سے مصروفیت رکھتے تھے بلکہ کالج کے دیگر جائز مشاغل میں بھی مناسب حصہ لیتے تھے۔ خاکسار کو یاد پڑتا ہے۔ کہ کھیل تفریح میں سے فٹ بال میں آپ شریک ہوا کرتے تھے۔

موجودہ صورت سے تو خاکسار واقف نہیں لیکن اس زمانے میں کالج کے ابتدائی سالوں میں ہوسٹل میں رہنے والے طلباء کو رات دیگر طلباء کے ساتھ ایک کمرے میں رہنا ہوتا تھا۔ صاحبزادہ صاحب بھی چونکہ ہوسٹل میں قیام پذیر تھے۔ اس لئے انہیں بھی یہی صورت درپیش تھی۔ جس میں انہیں خلاف معمول دقتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ کھانے کا انتظام بھی ان دنوں ہوسٹل میں کوئی ایسا تسلی بخش نہیں تھا۔ دو وقت سالن اور چپاتی پر گزران تھی۔ لیکن صاحبزادہ صاحب نے اپنا وقت کالج اور ہوسٹل میں نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی سے گزارا۔ نہ ماتھے پر شکن آیا نہ زبان پر حرف شکایت۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوسطاً ہر مہینے آپ کے لئے خشک میوہ ایک کنستر بھر کر ارسال فرما دیا کرتی تھیں۔ یہ تحفہ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے سب دوستوں کو اس میں شریک فرما لیا کرتے تھے۔ خاکسار کا اندازہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا حصہ اس تبرک میں صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کے حصہ سے کہیں بڑھ کر ہوا کرتا تھا۔

غرض کالج کے تمام زمانے میں اگرچہ صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہوا۔ لیکن آپ نے اپنے لئے کسی خصوصیت یا امتیاز کی نہ خواہش کی نہ اسے پسند فرمایا۔ قناعت، فروتنی حلم اور مسکنت کو شعار رکھا۔ اور یہ صفات عمر بھر آپ کا امتیاز رہیں۔

خاکسار ۱۹۱۴ء کے آخر میں تعلیم سے فارغ ہو کر انگلستان سے واپس آیا اور انگلستان کے قیام کے عرصہ میں صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کی رفاقت سے جو محرومی ہو گئی تھی۔ وہ دور ہو گئی۔ البتہ کسی قدر بُعد مکانی ضرور پیش آ گیا کیونکہ خاکسار کی رہائش اول دو سال سیالکوٹ میں رہی اور آخر اگست ۱۹۱۶ء میں لاہور میں منتقل ہو گئی لیکن جب قادیان حاضر ہونے کا موقعہ میسر آتا۔ تو خاکسار حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوتا۔ یہ صورت سالوں رہی لیکن ایک لحظہ بھر بھی کبھی خاکسار نے اپنے تئیں آپ کے ہاں مہمان شمار نہیں کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے آپ کے گھر کو بے تکلفی میں اپنا ہی گھر محسوس کیا اور آرام میں اسے اپنے گھر سے بہت بڑھ کر پایا۔ اور یہی کیفیت ان تمام احباب کی بھی ہوا کرتی تھی۔ جو قادیان کے سفر اور قیام کے دوران میں خاکسار کے رفیق ہوا کرتے تھے۔

مرور زمانہ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کے علم و حلم، آپ کے اوصاف حمیدہ اور صفات ستودہ میں جلد جلد اضافہ ہوتا گیا اور آپ کے علم اور سرگرمیوں کے میدان وسیع سے وسیع تر ہوتے گئے۔ بہت جلد خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلے اور جماعت میں آپ کو ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی جس کے نتیجہ میں آپ کے تعلقات بھی بہت وسیع ہوتے گئے اور تمام جماعت ہی نہیں بلکہ بہت سا طبقہ غیر از جماعت احباب کا بھی آپ کے اخلاق حسنہ کا مورد معترف اور گرویدہ ہوتا گیا۔ ان تفاصیل کا بیان آپ کے سوانح نگار کے ذمہ ہے۔ خاکسار کو یقین ہے کہ محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب جنہوں نے اس مقدس فرض کو اپنے ذمہ لینے کا اظہار کیا ہے۔ بہت جلد اس سے کما حقہ عہدہ برآ ہو کر جماعت اور سلسلہ کو اپنا احسانمند بنائیں گے۔

خاکسار اسی پر اکتفا کرتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایک نہایت اہم خدمت کی طرف مختصر سا اشارہ کر دے۔ یوں تو صاحبزادہ صاحب کی تمام زندگی بنی نوع انسان اسلام اور سلسلے کی خدمت کے لئے وقف رہی اور گوناگوں رنگ میں آپ کو اس خدمت کے مواقع بفضل اللہ میسر آتے رہے۔ جن سے آپ نے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت تندہی سے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے استحکام کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جن کا تعلیمی تربیتی اور اخلاقی فیض ہمیشہ جاری رہے گا اور یہی آپ کی حقیقی یادگار ہو گا۔ لیکن ان سب میں سے ممتاز اور اہم وہ خدمت اور قربانی ہے جو آپ سے حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و متعنا اللہ بطول حیاتہ کی بیماری کے عرصہ کے لمحے نے طلب کی۔ اور جسے آپ نے صدر رسیدے کی اور کمال بے نفسی سے پورا کیا اور سرانجام دیا۔ یہ عرصہ تمام جماعت کے لئے اور درجہ بدرجہ تمام مخلصین کے لئے لیکن سب سے کہیں بڑھ کر اور کہیں گنا زیادہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے صبر آزما اور معرز کا طور پر طالب بے نفسی اور کیف راضی برضا رہا ہے۔ اس تمام عرصہ میں جس طور پر آپ نے اپنا جسم اور اپنی روح اپنے قوے اور اپنی استعدادیں، اپنے وسائل اور اپنا وقت اپنی امنگیں اور اپنے ارادے، اپنی صحت اور اپنی زندگی حرفی ہوئے لگے سپرد اور حوالے رکھیں وہ آپ ہی کا حصہ تھا اور کسی اور سے ممکن نہ ہوتا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی بیماری اور تکلیف کا احساس اور اس کا درد اور کرب ایک طرف جماعت کے غم اور پریشانی میں ہر کسی و ناکس کے درد کا احساس اور ہر کسی کی دلجوئی اور غم خواری اور حوصلہ افزائی دوسری طرف سلسلے کی بہبودی اور ترقی اور اس کے مختلف شعبوں کی کارگزاری کے متعلق مشوروں اور نصائح کی ذمہ داری تیسری طرف نازک خیالات اور نازک احساسات کی پاسداری چوتھی طرف۔ غرض دل و دماغ فکر و روح سب پر کاری بار حاوی تھا۔ کار خویش کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ کار یار ہی کار خویش بن چکا تھا۔ سر و جان اسی کے لئے وقف ہو چکے تھے۔ اسی میں محو تھے۔ دل بھر آتا تھا۔ آنسو بہہ پڑتے تھے۔ جگر خون ہو کے رہ جاتا تھا۔ ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا والی کیفیت تھی۔ اپنے مقدس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہر لحظہ پیش نظر تھا۔

اندریں راہ درد سر بسیار نیست

جاں بخواہد داد نش لب بسیار نیست

بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے عمل اور کردار سے ایک حقیقت ثابت کر کے دکھا دیا۔ ہر لحظہ جان دی اور مسکرا دیئے تو جان دیتے چلے گئے دیتے چلے گئے دیتے چلے گئے یہاں تک کہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا مژدہ سنتے ہی لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک کے ساتھ آخری بار امر کا عطیہ سپرد کر کے تمام ذمہ داریوں سے سرخروئی کے ساتھ سبکدوش ہو گئے۔ جعل اللہ الجنۃ العلیا مثواہ۔ خاکسار ظفر اللہ خان

شذرات

شیخ خورشید احمد

وکلاء صاحبان اور مودودی صاحب

حال ہی میں مودودی صاحب نے لاہور میں ایک سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے وکلاء کی بہت تعریف کی اور فرمایا:۔

"وکیلوں نے ایک سال کے عرصہ میں ظلم کا نہایت دلیری سے مقابلہ کیا اور مخلصانہ کوششوں سے کام کیا ہے اس کی بدولت لوگوں کو اطمینان حاصل ہوا ہے اور حق کی حمایت میں متعدد دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ آپ نے کہا وکلاء بنیادی حقوق کی حمایت بھی قوم کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔"

(نوائے وقت ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

قارئین یہ سُنکر حیران ہوں گے کہ جن وکلاء صاحبان کی مودودی صاحب یوں تعریف کر رہے ہیں ان کے پیشہ وکالت کو وہ اس سے پہلے حرام کا پیشہ قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ یہ خود مودودی صاحب کی قلم سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو ان کے شائع شدہ لٹریچر میں موجود ہیں کہ

"کاسب حرام کی دو نوعیتیں ہیں ایک وہ جس کا پیشہ فحشاء کی تعریف میں آتا ہے مثلاً زنا، بازاری کا کسب۔ اس کے قریب جانا بھی جائز نہیں کجا اس کے پاس نوکر ہونا۔

دوسرا کاسبِ حرام وہ ہے جس کا پیشہ حرام تو ہے مگر فحشاء کی تعریف میں نہیں آتا جیسے وکیل"

(رسائل و مسائل طبع اوّل
بحوالہ المشرق ۳۰؍ اکتوبر)

جو وکلاء صاحبان مودودی صاحب کی حمایت کا دم بھرتے ہیں انہیں یہ سرٹیفکیٹ مبارک ہو۔

آخر اسکی وجہ کیا ہے؟

ہفت روزہ الاعتصام لاہور مولانا ابوالکلام آزاد کے ایک مضمون کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مولانا نے آخر میں ملک کی مختلف زبانوں میں قرآنِ مجید کے کسی مستند ترجمے کے نہ ہونے اور اس طرف سے غفلت برتنے کی جو شکایت کی ہے وہ آج تقریباً تیس سال گذر جانے کے بعد بھی حق بجانب ہے۔ اپنی ہمسایہ غیر مسلم قوموں تک قرآن کی تعلیمات نہ پہنچانیکی جو غفلت مسلمانوں سے ہوئی ہے وہ کوئی معمولی غفلت نہیں۔ اس کی سزا مسلمانوں کو بہت سخت برداشت کرنی پڑی ہے اور نقصان اتنا عظیم کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر مسلمانوں نے اپنے اس عظیم فرض کو پہچانا ہوتا تو آج حالات کا نقشہ دوسرا ہوتا۔"

(الاعتصام لاہور ۱۸؍ ستمبر)

مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کرنے اور غیر مسلم قوموں تک قرآن مجید کی تعلیمات پھیلانے کے بارہ میں مسلمانوں کی جس غفلت کا ذکر کیا گیا ہے اسے محسوس تو سبھی کرتے ہیں اور اس کا اقرار کرتے ہوئے بھی مسلمان بالعموم بخل سے کام نہیں لیتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس احساس و اقرار کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

کیا معاصر نے کبھی غور فرمایا کہ ان لوگوں سے جو بزعم خود اپنے تئیں تختِ رسول کے وارث سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیوں خدمتِ اسلام کی توفیق چھین لی ہے اور کیوں ایک ایسی جماعت کو دنیا کے کناروں تک اسلام کا پیغام پہنچانے اور مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کرنے کی سعادت بخش رکھی ہے جسے سرے سے دائرۂ اسلام سے ہی خارج تصوّر کیا جاتا ہے؟

صداقت کو پرکھنے کا ایک معیار

حال ہی میں ایک اخبار میں "فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون" کے زیرِ عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ یہ عنوان دراصل قرآنِ مجید کی ایک آیت ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعویٰ نبوّت کی دلیل کے طور پر اپنی دعوائے نبوت سے قبل کی پاکیزہ زندگی کو پیش کیا۔ چنانچہ اس آیت کا حوالہ دے کر اس اخبار نے بھی لکھا ہے کہ

"قرآن کا بیان ہے کہ نبی کریمؐ نے اپنی قوم سے کہا اعلانِ نبوت اور تلاوتِ قرآن کے زمانہ سے پہلے مَیں نے اپنی عمر تم میں گزاری ہے تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔۔۔

۔۔۔ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے لمبی عمر عربوں میں جم کر گزاری۔ وہ آپؐ کو خوب جانتے تھے۔ آپؐ کی زندگی ان سے اوجھل نہیں تھی ۔۔۔ آپؐ کا کوئی قول اور فعل بھی صداقت و حقانیت سے ہٹا ہوا نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ آپؐ کو جھوٹا نہیں کہتے آپؐ کی راست گفتاری کا اعتراف کرتے ہیں مگر ایسے ظالم ہیں کہ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔"

(البصیرت لاہور ۱۶؍ اگست)

نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوٰے کی صداقت کی جو دلیل عربوں کے سامنے پیش کی دراصل وہ ایسا معیار ہے جس کے ذریعے ہر دور اور ہر زمانہ میں مامور من اللہ کو شناخت کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر اسی معیار کو پیش کیا اور مخالفین کو چیلنج کیا کہ:۔

"تم کوئی عیب۔ افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی میں نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میرے سوانح زندگی میں نکتہ چینی کرسکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صـ ۶۲)

جس طرح عرب کے لوگ باوجود مخالفت کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی راست گفتاری کا اعتراف کرتے تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین بھی آپؑ کی دعوٰے سے قبل کی زندگی کے متعلق یہ اقرار کرنے پر مجبور تھے کہ:۔

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدہ کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعتِ محمدیہ پر قائم۔ پرہیزگار و صداقت شعار ہیں۔"

(مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
از رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صـ ۹)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہلِ مکّہ کا اعتراف

"اللہ تعالیٰ کا مسیح کو روحٌ منہ فرمانے سے اصلی مطلب یہ ہے کہ تا ان تمام اعتراضات کا جواب دیا جاوے جو ان کی ولادت کے متعلق کئے جاتے ہیں ۔۔۔ تمام انبیاء اور صلحاء مسّ شیطان سے پاک ہوتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیّت نہیں۔ انکی صراحت اس واسطے کی ہے کہ ان پر ایسے ایسے اعتراض ہوئے کہ کسی نبی پر چونکہ نہیں ہوئے اس لئے ان کے لئے صراحت کی ضرورت بھی نہ پڑی۔ دوسرے نبیوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے الفاظ ہوتے تو یہ بھی ایک قسم کی توہین ہے کیونکہ اگر ایک مسلّم و مقبول نیک آدمی کی نسبت کہا جاوے کہ وہ تو زانی نہیں تو یہ اس کی ایک ہتک میں ہتک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود اہلِ مکّہ تسلیم کر چکے ہوئے تھے کہ وہ مسّ شیطان سے پاک ہیں۔ تب ہی تو آپؐ کا نام انہوں نے امین رکھا ہوا تھا اور آپ نے ان پر تحدّی کی کہ فقد لبثت فیکم عمراً۔"

(حضرت مسیح موعودؑ)

محترم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر کا ذکرِ خیر

(مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ اسلام - مقیم سنگاپور)

الفضل کے پرچوں میں یہ اندوہناک خبر پڑھ کر نہایت افسوس ہوا کہ سلسلہ کے مخلص خادم محترم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

محترم مولوی صاحب اِس عاجز کے پرانے ساتھیوں اور کرم فرماؤں میں سے تھے۔ اور ۱۹۳۳ء سے آپ کے ساتھ خاکسار کے دوستانہ تعلقات تھے۔ اور اس عرصہ میں آپ کے خلوص و محبت۔ حوصلہ افزائی۔ علم دوستی چھوٹوں پر شفقت اور ایثار وغیرہ خصائلِ حمیدہ سے خاکسار بہت مستفیض ہوتا رہا ہے۔

مدرسہ احمدیہ میں طالب علمی کے زمانہ میں محترم قاضی اکمل صاحب کے دفتر میں انہیں کے ذریعہ محترم مولوی صاحب سے مجھے تعارف حاصل ہوا۔ اُسی وقت آپ نے میری ہمت بڑھاتے ہوئے تحریک فرمائی کہ مصباح اور ریویو میں آپ کے دو ایک مضامین دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ آپ الفضل کے لئے بھی کچھ لکھا کریں چنانچہ چند روز بعد میں بڑے شوق سے ایک مضمون لکھ کر لے گیا۔ محترم مولوی صاحب نے بڑی محبت سے میرا مضمون رکھ لیا اور بعد میں ایسے طور پر اس کی اصلاح فرمائی کہ اسی ہفتہ وہ شائع بھی ہو گیا۔ اس کے بعد بھی آپ میرے متعدد ضروری مضامین اور نظموں کی اصلاح فرما کر الفضل میں شائع کرواتے رہے۔ اور الحمد للہ کہ اس طرح متواتر ہمت افزائی اور رہنمائی سے میں کچھ نہ کچھ لکھنے کے قابل ہو گیا۔

ادارۂ الفضل میں رفاقت

۱۹۳۶ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد خاکسار فارغ تھا۔ ادھر ادارۂ الفضل میں ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر کی فوری ضرورت تھی محترم مولوی صاحب سینیئر اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے آپ نے مجھے بلا کر محترم ایڈیٹر صاحب سے ملایا۔ جس کے نتیجہ میں مجھے بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر رکھ لیا گیا اور میرے سپرد محترم مولوی صاحب کی نگرانی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا درس القرآن روزانہ لکھنا ڈائری نوٹ کرنا اور خطبات وغیرہ صاف کرنے میں محترم مولوی صاحب کی امداد کرنا کیا گیا۔ چونکہ زود نویسی کا مجھے کوئی تجربہ نہیں تھا نہ ہی دلچسپی تھی میں کچھ مایوس اور بددل سا رہنے لگا اور کام چھوڑنے کا ارادہ کر لیا مگر محترم مولوی صاحب ہر طرح سے میری امداد و رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے حتیٰ کہ بعض دفعہ میرے کام کا ۳/۴ حصہ اُنہیں خود ہی کرنا پڑتا رہا۔ میں ایک دو ماہ کے اندر اندر ہی اپنا کام تسلی بخش طور پر کرنے کے قابل ہو گیا اور اسی بناء پر ان سے مستقل طور پر گہرے دوستانہ مراسم اور تعلق پیدا ہو گیا جو بعد میں حالات کی تبدیلی کے باوجود ہمیشہ قائم رہا۔ چنانچہ ربوہ میں جب کبھی اُن سے ملاقات ہوتی تو قادیان کی اُن پرانی یادوں اور علمی مجالس کا تذکرہ ضرور فرماتے اور اکثر مجھے اس طرف توجہ دلاتے کہ افریقہ کے تبلیغی میدان میں اپنے بیس سالہ تجربات اور نصرت الٰہی کے چیدہ چیدہ واقعات اور تبلیغی حالات کو باختصار ضرور شائع کراؤں۔

غیر معمولی دوراندیشی

۱۹۳۶ء میں مسجد اقصیٰ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے درس القرآن کے نوٹ لینے کی ذمہ داری دفتر الفضل کی طرف سے محترم مولوی صاحب پر تھی اور میں اُن کا معاون تھا۔ حضور کے منشاء کے مطابق وہ نوٹ موٹی قلم سے لکھ کر روزانہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں لے جانا اور بعد اصلاح واپس لانا میرے سپرد تھا۔ اگرچہ وہ نوٹ بعد میں شائع نہ ہو سکے مگر محترم مولوی صاحب نے محفوظ رکھے اور قادیان سے ہجرت کے وقت دوسرے مسودات کے ساتھ وہ نوٹ بھی اپنے ساتھ ربوہ لے آئے تھے۔ یہ سب امور میرے ذہن سے نکل چکے تھے لیکن سنگاپور آنے سے ایک دو روز قبل جب محترم مولوی صاحب کے دفتر میں خاکسار انہیں الوداع کہنے گیا تو وہ تفسیر کبیر کے لئے جملہ تفسیری نوٹوں کو یکجا کرنے کا کام کر رہے تھے اور اتفاق سے اُس وقت میرے ہی ہاتھ سے موٹے لفظوں میں ۱۹۳۶ء کے لکھے ہوئے اور حضور کے قلم سے اصلاح شدہ نوٹس بھی اُن کے سامنے میز پر پڑے تھے وہ دکھا کر کہنے لگے کیا آپ پہچان سکتے ہیں کہ یہ نوٹس کس کے ہاتھ کے اور کب کے لکھے ہوئے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر مولوی صاحب کی دوراندیشی پر حیران رہ گیا کہ تقریباً ربع صدی سے زائد عرصہ کے لکھے ہوئے نوٹس محترم مولوی صاحب کس طرح نہ صرف بالکل محفوظ رکھ سکے۔ بلکہ بحفاظت تمام قادیان سے ربوہ بھی لا سکے۔

مولانا ابوالکلام کو جواب

۱۹۳۶ء میں ایک مرتبہ ہندوستان کے ایک سرکردہ غیر احمدی کی طرف سے مولانا ابوالکلام آزاد سے امتِ محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر مجدد ظاہر ہونے کی حدیث کی صحت وغیرہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ انہوں نے اس حدیث کی صحت کا سرے سے ہی انکار کرتے ہوئے جواباً لکھا اور اخبارات میں بھی چھپوایا کہ "ہم نہیں جانتے مجدد کیا بلا ہوتی ہے"۔ محترم مولوی صاحب نے اس کے جواب میں الفضل میں قسط وار نہایت مدلل اور مسکت مضامین لکھے جس پر مولانا ابوالکلام آزاد بالکل خاموش ہو گئے۔ مولوی صاحب نے مولانا ابوالکلام ہی کے بعض سابقہ مضامین اور کتب سے ثابت کیا کہ وہ نہ صرف اس حدیث کی صحت کے اور مجددین کی آمد کے قائل تھے بلکہ امتِ محمدیہ کے بعض سابقہ اولیاء و اکابرین کو وہ مجدد بھی قرار دیتے رہے تھے۔ انہیں ایام میں محترم مولوی صاحب طبیعت کی خرابی کے باعث دو تین روز کے لئے دفتر تشریف نہ لا سکے۔ اس دوران دفتر میں مولانا ابوالکلام کی ایک کتاب اچانک میری نظر پڑ گئی۔ جسے غور سے دیکھنے پر اس میں سے مجھے چند ایک ایسی تحریریں مل گئیں جن میں مولانا ابوالکلام آزاد نے امتِ محمدیہ میں مجددین کی آمد کے علاوہ آیت "اھدنا الصراط المستقیم" اور "ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم" کا تقریباً وہی مفہوم بیان کیا ہوا تھا جو کہ ہماری جماعت کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے۔ مجھے وہ حوالے بہت پسند آئے میں نے اُسی وقت ان پر ایک مضمون تیار کر کے ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اگلے روز جب محترم مولوی صاحب دفتر تشریف لائے تو دفتر کے کاتب اس مضمون کی کتابت کر رہے تھے مولوی صاحب دیکھ کر کاتب کو فرمانے لگے۔ انہی حوالوں کی خاطر تو میں نے یہ کتاب محفوظ رکھی ہوئی تھی یہ مضمون کس نے لکھ مارا۔ مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا۔ اور میں نے ڈرتے ہوئے عرض کیا۔ "مولوی صاحب! لکھا تو میں نے ہی ہے مگر مجھے یہ ہرگز علم نہیں تھا کہ یہ کتاب آپ کی ہے یا آپ کے زیرِ نظر تھی میری معذرت قبول فرمائیں۔ میں مضمون واپس لے لیتا ہوں" میرے اس جواب یا ردیہ پر محترم مولوی صاحب مرحوم کی ساری خفگی جاتی رہی اور آپ نے نہایت وسعتِ قلبی اور خندہ پیشانی سے فرمایا۔ اچھا کوئی بات نہیں واپس لینے کی کیا ضرورت ہے اصل مقصد تو اظہارِ حقیقت اور مخالفین حق کا منہ بند کرنا ہے۔ میرے یا آپ کے لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے مضمون دیکھ لیا ہے اب آپ چھپنے دیں۔ میرا مطلب حل ہو جاتا ہے۔ بلکہ مجھے خوشی ہے کہ آپ بھی اب لکھنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب مرحوم کو اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپے اور انہیں اپنے فضل سے اعلیٰ علیین میں اپنے خاص قرب میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

نقد و تبصرہ

مجلۃ الجامعہ

مجلۃ الجامعہ کا شمارہ ۳ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے اس شمارہ کے اکثر مقالوں کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان میں سے دو مقالے (۱) "مقطعات قرآنی کے متعلق مختلف آراء" نگارش مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر اور (۲) "پردہ کی تاریخ" نگارش مکرم سید عبدالحی صاحب۔ خالص تحقیقاتی ہیں اور دونوں مقالہ نگاروں نے واقعی قابل داد محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے۔ یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ احمدی نوجوان بھی اب تحقیقاتی مضامین میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ اور یہ مجلۃ الجامعہ کے منتظمین کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب کا مقالہ "عربی زبان کی بعض امتیازی خصوصیات" بھی اس زمرہ میں شمار کیا جانا چاہیئے۔ اسی طرح "حضرت علیؓ کا بیعت ابوبکرؓ سے تخلف" والا مختصر مقالہ بھی جو مکرم سید مسعود احمد کا چکیدہ قلم ہے تعریف کے قابل ہے۔ باقی مضامین بھی اچھے ہیں اور ہم ادارہ اور منتظمین کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک حقیقی کمی کو پورا کرنے کے لئے موزوں اقدام کیا ہے اور امید رکھتے ہیں کہ اس مجلہ کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی علمی حیثیت بھی سکہ بند ثابت ہو جائے گی۔ لکھائی چھپائی بہتر ہونی چاہیئے۔ ویسے بھی ترقی کی گنجائش ہے۔ اگر یہ کوشش جاری رہی تو امید ہے کہ آخرکار آہستہ آہستہ اپنے حصول و قیام پر منتج ہوگی۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ❊ دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں ❊ خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

(حضرت مسیح موعودؑ)

وصایا حصہ آمد کے متعلق ضروری وضاحت

از مکرم قاضی عبدالرحمن صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

وصیت دو طرفہ معاہدہ ہے ۔یک طرفہ نہیں ۔ اگر یک طرفہ معاہدہ ہوتا تو بے شک تاریخ تحریر وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی لازم پڑ جاتی ہے ۔ لیکن صدر انجمن احمدیہ پر وصیت کو منظور کرنے کی پابندی نہیں ۔ لہذا بعض موصیوں کی طرف یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ جب نا منظوری کا احتمال موجود ہے ۔ اور کئی وصیتیں منظور نہیں کی جاتیں ۔ تو پھر حصہ آمد کی ادائیگی تاریخ منظوری وصیت سے واجب ہونی چاہیئے ۔ انجمن کے نزدیک یہ مطالبہ جائز ہے ۔ لہذا ہر موصی کو یہ اختیار دیا گیا ہے ۔ کہ وہ چاہے تو تاریخ تحریر وصیت سے حصہ آمد ادا کرنا شروع کر دے اور چاہے تو تاریخ منظوری سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع کر دے ۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ وصیت لکھتے وقت اس بات کا اظہار کر دے کہ کس تاریخ سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع ہو گی ۔ پس

(۱) جو موصی تحریر وصیت کی تاریخ سے حصہ آمد ادا کریں گے ان کی وصیت اسی تاریخ سے سمجھی جائے گی ۔ اور اگر وہ خدانخواستہ وصیت کی منظوری سے قبل فوت ہو جائے تو بھی ان کی وصیت منظور کر لی جائے گی ۔ بشرطیکہ انجمن کے قواعد کے ماتحت وہ وصیت قابل منظوری ہو ۔ اور اگر انجمن ایسے کسی دوست کی وصیت منظور نہ کر سکے تو حصہ آمد اور چندہ عام کا فرق ۔ یعنی وہ زائد رقم جو وصیت منظور ہونے کی خاطر ادا کی گئی تھی ۔ وہ موصی یا اس کے وارثوں کو واپس کر دی جائے گی ۔ کیونکہ وصیت نا منظور ہونے کی صورت میں اس زائد مال پر انجمن کا کوئی حق نہیں ۔

(۲) اس کے بالمقابل اگر کوئی موصی یہ پسند کرے کہ اس کی وصیت تاریخ منظوری وصیت سے سمجھی جائے ۔ اور وہ اسی تاریخ سے حصہ آمد ادا کرے گا ۔ تو جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے ۔ انجمن کو اس طریق کار پر کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن ایسا موصی اگر خدانخواستہ تاریخ منظوری وصیت سے قبل فوت ہو جائے تو اس کی وصیت منظور کرنے پر غور کیا ہی نہیں جائے گا ۔ بلکہ وہ خود بخود داخل دفتر ہو جائے گی ۔ کیونکہ موصی نے خود جس تاریخ سے اپنی وصیت کے نفاذ کا ارادہ کیا تھا ۔ اس سے قبل ہی وہ فوت ہو گیا ۔ لہذا اس کے وارثوں کا یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ بعد از وفات ایسی وصیت کی منظوری کا مطالبہ کریں ۔ یہ مطالبہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا ۔ جب موصی اپنی زندگی میں وصیت کے اس حصہ پر عمل درآمد شروع کر دیتا جس پر اس کی زندگی میں عمل کیا جا سکتا تھا ۔ اس لئے جہاں انجمن نے یہ اجازت دی ہے ۔ کہ :-

"وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کر سکتا ہے"

وہاں یہ بھی سفارش کی ہے کہ :-

"مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے"

(۳) امید ہے کہ مندرجہ بالا تشریح سے احباب پر یہ معاملہ واضح ہو چکا ہو گا ۔ انجمن کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ بلا وجہ کسی کے مال پر قبضہ کیا جاوے ۔ بیشک اس طریق کار سے انجمن کو کسی حد تک نقصان اٹھانا پڑتا ہے ۔ لیکن انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ تاریخ منظوری وصیت سے پہلے کسی شخص کو حصہ آمد کی ادائیگی پر مجبور نہ کیا جائے ۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی رضا و رغبت سے تحریر وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع کر دے تو وہ یقیناً فائدہ میں رہے گا ۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کی جا چکی ہے ۔ یعنی وصیت منظور نہ ہونے کی صورت میں اس کا زائد مال واپس کر دیا جائے گا ۔ اور فوت ہونے کی صورت میں بھی اس کی وصیت منظور کرنے کے لئے غور ہو سکے گا ۔

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء ساڑھے تین بجے بعد دوپہر مکرم مرزا حسین بیگ صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم مرزا محمد صادق صاحب کارکن سلسلہ کی لڑکی عزیزہ افتخار بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ۔ اس موقعہ پر علاوہ اور دوستوں کے محترم مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بھی تشریف لائے اور رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائی ۔

عزیزہ افتخار بیگم کا نکاح مکرم مقبول احمد صاحب قریشی کراچی ابن مکرم ضیاء الدین احمد صاحب قریشی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا تھا ۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے ۔ آمین

حافظ کلاسز کے متعلق یاد دہانی

حافظ کلاسز کے اجراء کے متعلق مجلس مشاورت کا فیصلہ حسب ذیل تھا :-

"اگر کسی جماعت میں کم از کم پانچ طلباء حافظ کلاس میں داخل ہوں ۔ تو صدر انجمن احمدیہ اس کلاس کے چلانے کیلئے نصف اخراجات ادا کرے "

نیز اعلان کیا گیا کہ جو جماعتیں دو ماہ کے اندر اطلاع دیدیں ۔ کہ وہ اپنی جگہ حافظ کلاس جاری کریں گی ۔ ان میں سے گرانٹ کیلئے دس جماعتوں کا انتخاب ناظر صاحب اصلاح و ارشاد کریں گے "

اس فیصلہ کے ماتحت نظارت ہذا نے دس جماعتوں کا انتخاب کیا ۔ اور سوائے جماعت راولپنڈی اور باغ (آزاد کشمیر) کے باقی آٹھ مقامات پر حافظ کلاسز جاری ہیں ۔ جماعتہائے راولپنڈی اور باغ کو اپنے آخری فیصلہ سے اطلاع دینی چاہیئے ۔ باقی جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان کو چاہیئے کہ حافظ کلاسز کی طرف توجہ دیں ۔ معلم حفاظ کے ساتھ تعاون کریں ۔ طلباء کی تعداد پوری کریں ۔ اور حافظ صاحبان کے متعلق رپورٹ بھجوائی جائے ۔ کہ روزانہ کس پروگرام کے مطابق تعلیم دیتے ہیں ۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

سنگِ بنیاد کی تقریب

خاکسار کے ماموں مکرم و محترم چوہدری مولا بخش صاحب (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لیہ؟) کے مکان واقع محلہ دار الرحمت غربی (فیکٹری ایریا) ربوہ کی پہلی اینٹ بطور سنگِ بنیاد مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۲ء بوقت ۵ بجے شام محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے رکھی ۔ بعد ازاں دوسری اینٹ محترم مولٰنا مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے رکھی ۔

آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اجتماعی دعا فرمائی ۔ تمام احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ مکان محترم ماموں صاحب اور ان کے بچوں کے لئے دینی و دنیوی برکات و فیوض کا موجب بنائے ۔ آمین ۔ (خاکسار اللہ بخش متعلم جامعہ احمدیہ ۔ ربوہ)

درخواستِ دُعا

مکرم حکیم بشیر احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ اُن کی بچی امۃ القیوم بوجہ ٹائیفائیڈ سخت بیمار ہے ۔ نیز ان کے بھائی اور اہلیہ صاحبہ بھی بیمار ہیں ۔ اور فضلِ عمر ہسپتال میں داخل ہیں ۔ احباب ان سب کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمادیں ۔

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر!

الفضل کا باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا

حسب معمول انشاء اللہ اس دفعہ بھی جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر الفضل کا عظیم الشان دیدہ زیب اور باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا جو نہایت قیمتی اور بلند پایہ مضامین پر مشتمل ہوگا ۔

جماعت کے تمام اہل علم و اہل قلم اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اس نمبر کے لئے اپنے قیمتی مضامین ارسال فرما کر ادارہ الفضل کی قلمی معاونت فرمائیں ـــــ مشتہرین کو بھی جلد سے جلد اشتہارات کے آرڈر بھجوانے چاہئیں تا خیر سے آنے والے اشتہارات ممکن ہے جگہ نہ حاصل کر سکیں ۔

(مینیجر)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

ٹھاکر گاؤں دیناج پور ۔ ۴ ر نومبر ۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ ہندوستان کبھی بھی ایک دوست ہمسایہ بننے کے لئے تیار نہیں ہوا اور ہماری بہترین کوششوں کے باوجود پاکستان سے دشمنی پر تلا ہوا ہے صدر ایوب کل صبح ہندوستان کی سرحد کے قریب ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے ۔ انھوں نے کہا کہ آزادی کے بعد سے ہندوستان نے ہمیشہ پاکستان کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ اور حکومت ہند نے بین المملکتی تنازعات کے پر امن تصفیہ کے سلسلہ میں ہماری تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔

انھوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کو اس بات کا پورا احساس ہے کہ فرخا بند کی تعمیر کے باعث اس علاقہ کو زبردست مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا ۔ اور اس کی اقتصادی ترقی رک جائے گی ۔ بیرو باڑی یونین کی منتقلی میں ہندوستان کی طرف سے عمداً جو تاخیر کی جا رہی ہے صدر نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس بارہ میں عوام کے جذبات سے بخوبی واقف ہیں انھوں نے بتایا کہ پاکستان مسلسل اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ حکومت ہند کو بیرو باڑی یونین کی منتقلی فرخا بند کی تعمیر اور دیگر تنازعات کے پر امن حل پر آمادہ کر لیا جائے لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم ابھی تک اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکے انھوں نے کہا کہ ہندوستان بیرو باڑی کی منتقلی کے معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے سے گریز کر رہا ہے بہرحال صدر ایوب نے یہ بات واضح کر دی کہ پاک و ہند کے عوام کی فلاح و بہبود کا انحصار ان کے درمیان پر امن اور دوستانہ تعلقات کی بنا پر ہی ہے ۔

★ ۔ ٹھاکر گاؤں ۔ ۴ ر نومبر ۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ مجھے پاکستان اور ہندوستان کے وزرائے داخلہ کی کانفرنس کے نتیجہ خیز ہونے کی توقع نہیں ہے ۔

صدر ایوب کل یہاں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کر رہے تھے انھوں نے کہا وزرائے داخلہ کی کانفرنس اس سے قبل ہو چکی ہیں ۔ لیکن بھارت کی ہٹ دھرمی کے سبب بے نتیجہ رہی بھارتی حکومت کے رویہ سے ثابت ہو گیا ہے ، کہ بھارت پاکستان کے ساتھ ایک اچھے پڑوسی کی طرح رہنا نہیں چاہتا ہے ۔

★ ۔ بھوبنیشور ۴ ر نومبر ۔ حکومت ہند نے صوبہ اڑیسہ میں امن قائم کرنے کے لئے جو فوج بلائی تھی اسے پولیس کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں ۔ کل پٹنہ میں صوبائی اسمبلی کے تین ارکان کو نقص امن کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے کئی شہروں میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے ۔

★ ۔ کراچی ۔ ۴ ر نومبر ۔ سرکاری ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے وزرائے داخلہ کی کانفرنس ۲۳ سے ۲۵ نومبر تک راولپنڈی میں ہوگی ۔ کانفرنس میں پاکستانی وفد کی قیادت وزیر داخلہ خان حبیب اللہ کریں گے ان کے ساتھ وزارت داخلہ اور خارجہ اور مشرقی پاکستان کے حکام ہوں گے ۔

★ ۔ ٹھاکر گاؤں ۔ ۴ ر نومبر ۔ کل صبح ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے صدر ایوب نے کہا کہ مغربی پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں تقریباً سو فیصد رائے دہندگان نے حصہ لیا ہے جو آئین اور بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے حق میں عوام کے فیصلہ کے مترادف ہے صدر نے بتایا کہ مغربی پاکستان میں مسلم لیگ نے ۸۰ سے ۹۰ فیصد تک نشستیں حاصل کی ہیں ۔

★ ۔ پشاور ۔ ۴ ر نومبر ۔ حکومت مغربی پاکستان نے گنا بیلنے کے ۶۵-۱۹۶۲ء کے سال میں چینی کی ایکس مل قیمت ۴۷ روپے ۷ پیسے فی من مقرر کی ہے ۔

★ ۔ کراچی ۔ ۴ ر نومبر ۔ چیکوسلاویکیہ کے نائب وزیر برائے تجارت خارجہ کو ہوپ ا رسول پندرہ دن کے دورہ پر یہاں آ رہے ہیں وہ چیکوسلواکیہ کی طرف سے پانچ کروڑ روپے کے قرضہ کے بارے میں پاکستانی حکام سے گفت و شنید کریں گے ۔

خورشید یونانی دواخانہ ربوہ
مفید اور موثر دوائیں بناتا ہے
اپنی جملہ طبی ضروریات اور طبی مشورہ کے لئے
خورشید یونانی دواخانہ
میں تشریف لائیں
زیر نگرانی
حکیم شیخ خورشید احمد ممتاز الاطباء

پتھری
گردہ اور مثانہ کی بڑی سے بڑی پتھری کا بغیر اپریشن کامیاب علاج
الحمید ساتھ لا دیں ۔ تین تا چھ ہفتہ میں مکمل آرام ۔ انشاء اللہ
جرمن ہیلتھ ہوم
بالمقابل مسجد احمدیہ ۔ باغبانپورہ ۔ گوجرانوالہ

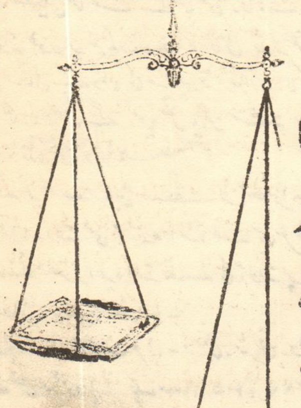
آپ کا
کون سا بونڈ
۱۰۰۰۰ روپے
کے برابر ہے ؟

ہو سکتا ہے یہ وہی ۵ روپے والا انعامی بونڈ ہو جو آپ آج خریدیں گے زیادہ سے زیادہ بونڈ خرید کر اپنا انعام محفوظ کر لیجئے اور آج ہی خریدیئے تاکہ جیتنے والا بونڈ آپ کے ہاتھ سے نہ نکل جائے

۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کو ہونے والی قرعہ اندازی کیلئے خریدنے کی آخری تاریخ ۱۴ ر نومبر ۱۹۶۲ء
ہر سلسلہ پر ۵۰ ہزار روپے کے ۲۰۱ انعامات

انعامی بونڈ
ڈاکخانوں یا منظور شدہ بینکوں سے خریدیئے

united DEP. 5/176

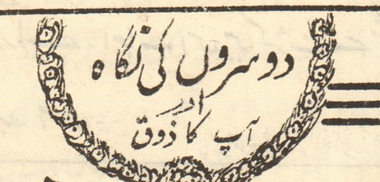
دوسروں کی نگاہ
اور
آپ کا ذوق
فون نمبر ۲۶۲۳
۲۹ کمرشل بلڈنگ
دی مال لاہور
فرحت علی جیولرز

ہمدرد نسواں (لیکوریا) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس ساڑھے انیس روپے

امام عالیمقام کی مقدس آواز پر مخلصین کا والہانہ لبیک

اشاعتِ اسلام کیلئے مالی قربانیوں کی مخلصانہ پیشکش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے روز ہی وعدہ جات تحریک جدید کی میزان ایک لاکھ اٹھائیس ہزار روپیہ سے تجاوز کر گئی

قبل ازیں تحریک جدید کے دفتر اوّل کے اکتیسویں اور دفتر دوم کے اکیسویں سال کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام قارئین الفضل کے ملاحظہ میں آچکا ہے الحمد للہ کہ مخلصین جماعت نے جماعتی روایات کے مطابق پھر اپنے امام عالیمقام کی مقدس آواز پر روز اوّل ہی سے والہانہ طور پر لبیک کہنے کا قابل قدر نمونہ قائم کر دکھایا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

گزشتہ سال پہلے دن کی میزان قریباً ایک لاکھ تئیس ہزار روپیہ تھی اور امسال پہلے روز کے وعدے بفضلہ تعالیٰ ۱۲۸۴۵۰ تک پہنچ گئے ہیں گویا گزشتہ سال کے پہلے روز کی میزان سے قریباً ساڑھے پانچ ہزار روپیہ کا اضافہ ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس موقعہ پر حسب سابق سبقت الی الخیرات کے بے شمار نمونے انفرادی بھی اور جماعتی بھی مشاہدہ میں آئے جن کی تفصیل انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں عرض کی جائے گی۔ آج البتہ اجمالی طور پر ان جماعتوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے جن کے عہدہ دار حضرات نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر فوری طور پر لبیک کہہ کر اپنی بیداری اور اخلاص کا ثبوت بہم پہنچایا ہے فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

محلہ جات ربوہ - دارالرحمت غربی - وسطی - شرقی - دارالصدر شرقی - دارالیمن۔

جماعتہائے ضلع سرگودھا - چک ۳۳، ۳۵، ۸۶ جنوبی اور چک ۷۹، ۸۶ و ۱۲۴ شمالی۔

〃 〃 سیالکوٹ - چھور - ظفروال - پنڈی بھاگو - کوٹ مومن۔

〃 〃 ملتان - کبیروالا - وینالپور۔

〃 〃 لائل پور - چک ۱۲۴ - ۱۳۶

حلقہ جات لاہور شہر - مدینہ کالونی - گڑھی شاہو۔

شیخوپورہ شہر و چک ۷۵/۲۲

متفرق - کراچی - کنری - سکھر - پیرکوٹ ثانی ضلع مظفرگڑھ۔

قارئین کرام سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ دیگر جماعتیں بھی اس کار خیر کی طرف توجہ مبذول کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار
شبیر احمد (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

رسالہ نظام بیت المال

بعض عہدیداروں سے معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتوں میں رسالہ نظام بیت المال موجود نہیں حالانکہ تمام جماعتوں کو یہ رسالہ بھجوا دیا گیا تھا چونکہ اس رسالہ کا ہر جماعت کے پاس موجود ہونا ضروری ہے تا اس میں مندرج قواعد و ہدایات کے مطابق چندہ کی وصولی کا کام منظم کیا جائے۔ اس لئے جن جماعتوں کو یہ رسالہ نہ ملا ہو وہ نظارت ہذا میں اطلاع دے کر اب منگوا لیں۔ جن جماعتوں کو ایک سے زائد کاپیوں کی ضرورت ہو وہ بھی اطلاع دے کر مزید کاپیاں حاصل کر سکتی ہیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

خریداران مصباح کیلئے اطلاع

بعض مجبوریوں کی وجہ سے ماہنامہ "مصباح" کا نومبر ۱۹۶۴ء کا شمارہ بروقت پوسٹ نہیں ہو سکا ہے۔ خریداران اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں کہ رسالہ یکم کی بجائے ۵ رنومبر کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا جا رہا ہے۔

(مینیجر "مصباح" ربوہ)

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینیجر الفضل سے خط و کتابت کریں

مسٹر جانسن پھر امریکہ کے صدر منتخب ہو گئے

امریکہ کی تاریخ میں کسی امیدوار کو اتنی بھاری اکثریت حاصل نہیں ہوئی

نیویارک ۵ رنومبر۔ امریکہ کے صدر جانسن ری پبلکن پارٹی کے امیدوار سینیٹر بیری گولڈ واٹر کو فیصلہ کن شکست دے کر دوبارہ صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ نائب صدارت کے لئے مسٹر جانسن کے ساتھی مسٹر ہربرٹ ہمفرے نے بھی اپنے حریف کو بھاری اکثریت سے ہرا دیا ہے ان کی کامیابی نے امریکہ میں قدامت پسند قیادت کو برسرِ اقتدار لانے کی امیدیں خاک میں ملا دیں۔ صدر جانسن کو پچاس میں سے ۴۵ ریاستوں میں بھاری اکثریت سے ووٹ ملے۔ مسٹر جانسن کی کامیابی میں نیگرو ووٹروں کی حمایت کا زبردست ہاتھ ہے۔ جنہوں نے اس مرتبہ پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں ووٹ ڈالے۔

ایوان نمائندگان میں بھی ڈیموکریٹک پارٹی کی اکثریت میں مزید ۳۰ - ۳۵ ارکان کا اضافہ ہو گا۔ چار ریاستوں میں ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار گورنر منتخب ہوئے ہیں۔ آنجہانی صدر کینیڈی کے بھائی مسٹر رابرٹ کینیڈی اور دو حبشی ایوان نمائندگان کے رکن منتخب ہو گئے۔ جنگ کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ حبشی امیدوار۔ ایوان نمائندگان کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کے صدارتی انتخاب میں جو ووٹ ڈالے گئے ہیں ان میں سے ۹۸ فی صد کی گنتی مکمل ہو گئی ہے گرین وچ ٹائم کے مطابق شام کے پونے آٹھ بجے تک جن ووٹوں کی گنتی مکمل ہوئی تھی ان میں سے صدر جانسن کو ۴۲,۰۸,۸۱,۷۵۲ ووٹ اور بیری گولڈ واٹر کو ۲۵,۵۲,۲۸,۰۰۰ ووٹ حاصل ہوئے تھے۔ اس طرح انہیں ایک کروڑ ۷۰ لاکھ ووٹ زیادہ ملے۔

امریکہ کی تاریخ میں کسی امیدوار کو اتنی بھاری اکثریت حاصل نہیں ہوئی۔

انصار اللہ کا دسواں سالانہ مرکزی اجتماع

۱۳، ۱۴، ۱۵ نومبر ۱۹۶۴ء

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ۱۳، ۱۴، ۱۵ رنومبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ احباب اس میں کثرت سے شمولیت فرما کر مستفید ہوں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴